[1999] سپریم کورٹ رپوٹس2.S.C.R

از عدالت عظمی

اسٹیٹ آف ہریانہ اور دیگران

بنام

بلوان وغیرہ

2 ستمبر 1999

[جی ٹی ناناوتی اور ایس این پھکن جسٹس]

مجموع ضابطہ فوجداری، 1973 — دفعات 432 433 اور 433اے — عمر قید — معافی سے قبل از وقت رہائی کا حق حاصل نہیں ہوتا ہے — عمر قید کے مجرم کی جلد رہائی کے لیے حکومت کی طرف سے بنائے گئے اصول یا اسکیم کو آئین کے آرٹیکل 161 کے تحت اختیارات کے استعمال کے لیے رہنما خطوط کے طور پر سمجھا جائے گا — سرکاری پالیسی یا سزا کے وقت نافذ ہدایات لاگو نہیں ہوں گی — اس کے بجائے پالیسی کا فیصلہ یا ہدایات جو اس وقت نافذ تھیں جب مقدمہ زیر غور آیا تھا لاگو ہوں گی — منعقد، اگر عمر قید معافی اسکیم میں مذکور مدت کے لیے پہلے ہی سزا کاٹ چکا ہے تو وہ اسے صرف یہ حق حاصل ہے کہ وہ آرٹیکل 161 — آئین ہند — آرٹیکل 161 کے تحت اپنے کیس پر غور کرنے کے لیے جیل حکام کے ذریعے گورنر کے سامنے اپنا کیس پیش کرے۔

مدعا علیہ عمر قیدیوں نے اپنی قبل از وقت رہائی کے لیے عدالت عالیہ میں عرضی درخواستیں دائر کیں۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ قبل از وقت رہائی کے حق کا فیصلہ کرنے کے لیے ٹرائل کورٹ کے ذریعے مدعا علیہ کو سزا سنائے جانے کے وقت نافذ حکومتی پالیسی/ ہدایات پر غور کرنا مناسب ہے اور ریاستی حکومت اس کے بعد کے پالیسی فیصلوں اور ہدایات کو لاگو کرنے میں درست نہیں تھی جو اس وقت نافذ تھے جب ان کا مقدمہ زیر غور آیا تھا۔ عدالت عالیہ نے ریاستی حکومت کو ان کی درخواستوں پر نظر ثانی کرنے کی ہدایت کی۔ اس لیے یہ اپیلیں۔

ان اپیلوں کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے

منعقد 1.1: معافی حاصل کرنے سے عمر قید کا مجرم قبل از وقت رہا ہونے کا حق حاصل نہیں کرتا ہے۔ لیکن اگر حکومت نے کوئی قاعدہ وضع کیا ہے یا ایسے مجرموں کی جلد رہائی کے لیے کوئی اسکیم بنائی ہے تو ان قوانین یا اسکیموں کو آئین کے آرٹیکل 161 کے تحت اپنے اختیارات کے استعمال کے لیے رہنما خطوط کے طور پر سمجھنا ہوگا۔ [E-214]

1.2۔ کوئی بھی عمر قید کا مجرم جائز طور پر یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس کی قبل از وقت رہائی کے معاملے پر حکومتی پالیسی/ ہدایات کے مطابق غور کیا جانا چاہیے جو اس تاریخ پر نافذ تھی جس پر اسے مجرم قرار دیا گیا تھا کیونکہ اس نے معافی حاصل کرنے کا حق حاصل کیا تھا جیسا کہ اعلان کیا گیا تھا اور اسی کے مطابق رہا کیا جائے۔ اگر متعلقہ وقت پر نافذ حکومتی پالیسی/ ہدایات کے مطابق عمر قید کا مجرم پہلے ہی پالیسی

فیصلے/ ہدایات میں مذکور مدت کے لیے سزا کاٹ چکا ہے، تو اس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ اس نے جو واحد حق حاصل کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس کا مقدمہ جیل حکام کے ذریعے آئین کے آرٹیکل 161 کے تحت اختیارات کے استعمال پر غور کرنے کے لیے متعلقہ حکام کے سامنے وقت پر پیش کیا جائے۔ عام طور پر، جب کسی اتھارٹی کو اپنے اختیارات کا استعمال کرنے کے لیے کہا جاتا ہے تو اسے قانونی حیثیت اور اس وقت رائج حکومتی فیصلے/ ہدایات کے مطابق کرنا ہوگا۔ تاہم، اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ عمر قید کا مجرم معافی اسکیم کے تحت دستیاب کسی بھی فائدے سے محروم نہ ہو، جسے رہنما اصول سمجھا جانا چاہیے، ریاستی حکومت کو یہ ہدایت دینا مناسب اور مناسب ہوگا کہ وہ اس تاریخ کو آئین کے آرٹیکل 161 کے تحت گورنر کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت ہے/ جس تاریخ کو متعلقہ تاریخ سمجھا جائے جس کے حوالے سے مقدمات پر غور کیا جانا ہے۔ [A-215؛E-H-214]

گوپال ونے ک گوڈسے بنام ریاست مہاراشٹر، [1961] 3 ایس سی آر 440 اور مارو رام بنام یونین آف انڈیا، [1991] 1 ایس سی سی 107، پر انحصار کیا۔

1.3۔ ریاستی حکومت کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ مذکورہ قانونی حیثیت کے مطابق دفعہ 433–اے فوجداری پی۔سی کے دائرہ کار میں آنے والے جواب دہندگان کی درخواستوں پر نظر ثانی کرے۔ [215–ب]

فوجداری اپیل کا عدالتی حد اختیار 1998: کی فوجداری اپیل نمبر 9 وغیرہ۔

1997 کے فوجداری ایم نمبر 4336 میں پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے 8.5.97 کے فیصلے اور حکم سے۔

پریم ملہوترا، رشی ملہوترا، جسبیر ملک، (پی پرمیشورن، محترمہ کامنی جیسوال، بھال سنگھ ملک، اشوک کمار سنگھ، منوج سوروپ) (این پی)، ایس مرلی دھر، محترمہ نیرو وید کے کے موہن، راؤ رنجیت اور محترمہ کے سارداد یوی موجود فریقین کے لیے۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

جی ٹی ناناوتی، جسٹس۔ یہ اپیلیں "عمر قیدیوں" کی طرف سے ان کی قبل از وقت رہائی کے لیے دائر کردہ تقسیم نامہ میں پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے فیصلوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ قبل از وقت رہائی کے لیے ان کے حق کا فیصلہ کرنے کے لیے جس چیز پر غور کرنا مناسب تھا وہ ٹرائل کورٹ کی طرف سے ان کی سزا کے وقت نافذ حکومتی پالیسی/ ہدایات تھیں اور یہ کہ ریاستی حکومت اس کے بعد کے پالیسی فیصلوں اور ہدایات کو لاگو کرنے میں درست نہیں تھی جو اس وقت نافذ تھیں جب ان کے مقدمات زیر غور تھے۔ اس نظریے کو اپناتے ہوئے عدالت عالیہ نے رٹ درخواستوں کی اجازت دی اور ریاستی حکومت کو ان کی درخواستوں پر نظر ثانی کرنے کی ہدایت کی۔ عدالت عالیہ کے نقطہ نظر کو ان اپیلوں میں چیلنج کیا گیا ہے۔ چونکہ ان اپیلوں میں اٹھایا گیا نقطہ ایک ہی ہے، اس لیے ان کی ایک ساتھ سماعت کی گئی اور اس مشترکہ فیصلے کے ذریعے انہیں نمٹا دیا گیا۔

ان مقدمات کے حقائق یا 18 دسمبر 1978 سے پہلے جاری کردہ حکومتی ہدایات کا حوالہ دینا ضروری نہیں ہے جب دفعہ 433-اے کو ضابطہ فوجداری میں شامل کیا گیا تھا۔ جیسا کہ اس عدالت نے مارورام بنام یونین آف انڈیا[1991] 1 ایس سی سی 107 میں دفعات 432 اور 433 فوجداری پی سی کے تحت ریاستی حکومت کے اختیارات کو اب دفعات 433-اے کے ذریعہ فراہم کردہ اختیارات سے آگے نہیں بڑھا سکتا۔ اس تاریخ سے پہلے سزا یافتہ افراد کی قبل از وقت رہائی پر متعلقہ حکومتی ہدایات اور ان کی سزاؤں کی تاریخوں کی بنیاد پر غور کیا جانا تھا۔ جہاں تک ان افراد کا تعلق ہے جنہیں دفعہ 433-اے کے نافذ ہونے کے بعد سزا سنائی گئی ہے اور اس طرح وہ اس دفعہ کے دائرہ کار میں آتے ہیں، ان کے مقدمات پر دفعہ 433-اے کے مطابق غور کرنا ہوگا اور اگر عمر قید کے مجرموں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ دینا ہے تو یہ اب صرف آئین کے آرٹیکل 72 اور 161 کے تحت کیا جا سکتا ہے۔

ریاست ہریانہ اس سے قبل اس کے ذریعے جاری کردہ قواعد وضوابط اور ہدایات کے مطابق عمر قید کے مجرموں کی قبل از وقت رہائی پر غور کر رہی تھی۔ دفعہ 433-اے کے نفاذ اور مارورام کے معاملے میں اس عدالت کے فیصلے کے بعد سامنے آنے والی صحیح قانونی حیثیت کے مطابق رہنے کے لیے ریاست ہریانہ نے اپنے پالیسی فیصلے اور ہدایات میں ترمیم کی اور اعلان کیا کہ اگرچہ عمر قید کے مجرموں کی ان کی قبل از وقت رہائی کے مقدمات اب بھی اس کی طرف سے جاری کردہ ہدایات کے مطابق ہوں گے، لیکن ان مجرموں کے سلسلے میں جو دفعہ 433-اے کے دائرہ کار میں آتے ہیں ان کے مقدمات پر انفرادی بنیاد پر غور کیا جائے گا اور ایسے معاملات کو قیدیوں کے مکمل پس منظر اور ریاستی سطح کی کمیٹی کی سفارش کے ساتھ وزیر جیل اور وزیر اعلی کے بذریعے گورنر کے سامنے رکھا جائے گا۔ آئین ہند کے آرٹیکل 161 کے تحت حکم کے لیے فیصلے کی کاپی وغیرہ کے ساتھ۔ نہ تو ان مقدمات کے ریکارڈ اور نہ ہی عدالت عالیہ کے فیصلوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہدایات میں مذکورہ تبدیلی کب کی گئی تھی لیکن ایسا لگتا ہے کہ یہ یا تو 1982 میں کسی وقت کی گئی تھی یا 27 جون 1984 کو تازہ ترین تھی۔ ظاہر ہے، مدعا علیہان کے مقدمات، جو تمام عمر قید ہیں اور دفعہ 433-اے کے دائرہ کار میں آتے ہیں، ان پر ترمیم شدہ ہدایات کے مطابق غور کرنے کی ضرورت تھی کیونکہ انہیں پختگی سے پہلے ہی جاری کیا جا سکتا تھا اگر اس سلسلے میں کوئی حکم ریاستی حکومت نے آئین کے آرٹیکل 161 کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے منظور کیا ہو۔

جیسا کہ اس عدالت نے گوپال ونے ک گوڈسے بنام ریاست مہاراشٹر، [1961] 3 ایس سی آر 440 اور مارورام میں فیصلہ دیا ہے کہ معافی حاصل کرنے سے عمر قید کے مجرم کو رہا کرنے کا حق حاصل نہیں ہوتا ہے، لیکن رہائی صرف مناسب حکومت کے ذریعے مجموعہ ضابطہ فوجداری کے تحت دیے گئے حکم پر یا آئین کے آرٹیکل 72 یا 161 کے تحت اختیارات کے استعمال میں معافی کے حکم پر عمل میں آئے گی۔ اس عدالت نے مارورام میں مندرجہ ذیل مشاہدہ کیا :

" یہاں تک کہ اگر کمائی گئی رعایت کل 20 سال تک کی ہو، تب بھی ریاستی حکومت قیدی کو رہا کر سکتی ہے یا نہیں کر سکتی ہے اور جب تک کہ عمر قید کے بقیہ حصے کو معاف کرنے والا اس طرح کا رہائی کا حکم منظور نہیں کیا جاتا، قیدی اپنی آزادی کا دعوی نہیں کر سکتا۔ وجہ یہ ہے کہ عمر قید عمر قید سے کم نہیں ہے۔ مزید برآں، سزا تب اور اب ایک ہی عمر کی اصطلاح ہے۔ اور معافی میں رہائی کا کوئی حق نہیں ہے جب سزا عمر قید ہو اور نہ ہی معافی کا کوئی ذاتی حق 14 سال قید کی لازمی عمر کے ذریعے منسوخ کیا جاتا ہے جب ہمیں اس سچائی کا احساس ہو کہ عمر قید پوری زندگی کی سزا ہے۔"

اس طرح اس عدالت نے واضح طور پر کہا ہے کہ معافی حاصل کرنے سے عمر قید کا مجرم قبل از وقت رہا ہونے کا حق حاصل نہیں کرتا ہے۔لیکن اگر حکومت نے کوئی قاعدہ وضع کیا ہے یا ایسے مجرموں کی جلد رہائی کے لیے کوئی اسکیم بنائی ہے تو ان اصولوں یا اسکیموں کو آئین کے آرٹیکل 161 کے تحت اپنے اختیارات کے استعمال کے لیے رہنما خطوط کے طور پر سمجھنا ہوگا۔

اگر یہ درست قانونی حیثیت ہے تو کوئی بھی عمر قید کا مجرم جائز طور پر یہ دعوی نہیں کرسکتا کہ اس کی قبل از وقت رہائی کے معاملے پر حکومتی پالیسی/ہدایات کے مطابق غور کیا جانا چاہیے جو اس تاریخ پر نافذ تھی جس پر اسے مجرم قرار دیا گیا تھا کیونکہ اس نے معافی حاصل کرنے کا حق حاصل کیا تھا جیسا کہ اعلان کیا گیا تھا اور اسی کے مطابق اسے رہا کیا جائے گا۔اگر حکومتی پالیسی کے مطابق، متعلقہ وقت پر نافذ ہدایات کے مطابق عمر قید کا مجرم پہلے ہی پالیسی فیصلے/ہدایات میں مذکور مدت کے لیے سزا کاٹ چکا ہے، تو اس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ اس نے جو واحد حق حاصل کیا ہے وہ یہ ہے کہ اس کا مقدمہ جیل حکام کے ذریعے آئین کے آرٹیکل 161 کے تحت اختیارات کے استعمال پر غور کرنے کے لیے متعلقہ حکام کے سامنے وقت پر پیش کیا جائے۔عام طور پر، جب کسی اتھارٹی کو اپنے اختیارات کا استعمال کرنے کے لیے کہا جاتا ہے تو اسے قانونی حیثیت اور اس وقت رائج حکومتی فیصلے/ہدایات کے مطابق کرنا ہوگا۔تاہم، یہ دیکھنے کے لیے کہ عمر قید کا مجرم معافی اسکیم کے تحت دستیاب کوئی فائدہ نہیں کھوتا ہے جسے رہنما اصول سمجھا جانا چاہیے، ریاستی حکومت کو اس تاریخ کو آئین کے آرٹیکل 161 کے تحت گورنر کے سامنے پیش کرنے کی ہدایت کرنا مناسب اور مناسب ہوگا جس تاریخ کو متعلقہ تاریخ سمجھا جائے جس کے حوالے سے ان کے مقدمات پر غور کیا جانا ہے۔عدالت عالیہ کی طرف سے دی گئی ہدایت مارو رام میں اس عدالت کے فیصلے اور اس نظریے سے مطابقت نہیں رکھتی جو ہم اب لے رہے ہیں اور اس لیے اسے الگ کرنا پڑتا ہے۔

اس کے مطابق، ہم ان اپیلوں کی اجازت دیتے ہیں، عدالت عالیہ کے متنازعہ فیصلوں کو مسترد کرتے ہیں۔ریاستی حکومت جواب دہندگان کی درخواستوں پر دوبارہ غور کرے گی، جو اوپر بتائے گئے صحیح قانونی موقف کے مطابق دفعہ 433–اے کرمنل پی سی کے دائرہ کار میں آتے ہیں۔ریاستی حکومت کو اس عدالت کے حکم کی وصولی کی تاریخ سے 15 دن کے اندر ایسا کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

این جے

اپیلوں کی منظوری دی جاتی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:55
I am the author of this document